السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی فجر کی نماز کے وقت وضو کر رہا تھا۔اتنے میں جماعت کھڑی ہوگئی ۔ اب یہ آدمی کیا کرے سنّت ادا کرے یا جماعت میں شامل ہوجائے ۔ ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

فرضوں کے بعد سنّتوں کے لئے طلوع آفتاب کی انتظار ثابت نہیں ۔ ہاں فرضوں کے بعد سنتیں ثابت ہیں ۔ ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ ایک شخص نے فرضوں کے بعد اسی وقت سنتیں پڑھیں ۔ آپ نے فرمایا کیا اکٹھی دو نمازیں پڑھتا ہے ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میں نے پہلے سنتیں نہیں پڑھیں ۔ فرمایا فلااذًا پس اس وقت کوئی حرج نہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرضوں کے بعد فجر کی سنتیں پڑھنا جائز ہیں ۔

امام شوکانیؒ نیل الاوطار جلد2 صفحہ 276 میں اس کی تائید میں لکھتے ہیں :

خرجه ابن حزم فی المحلی من روایه الحسن بن ذکوان عن عطاء بن ابی رباح عن رجل من الانصار قال وأی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم رجلاً یصلی بعد الغداة فقال یا رسول اللہ لم اکن صلّیت رکعتی الفجر فصلیتهما الان فلم یقل له شیئا قال العراقی واسناده حسن۔ »

یعنی ابن حزمؒ نے محلی میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فجر کے بعد سنّتیں پڑھتے دیکھا ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !میں نے سنّتیں فجر کی نہیں پڑھی تھیں اب پڑھی ہیں ۔ آپ نے اس کو کچھ نہیں کہا ۔ اس حدیث کی اسناد اچھی ہے ۔

یہ حدیث دلیل ہے کہ فجر کی سنّتیں فرضوں کے بعد پڑھنی درست ہیں ۔ اور نماز سے پہلے اقامت کے بعد سوائے اس نماز کے جس کی اقامت ہوئی ہے ۔ دوسری نماز منع ہے چنانچہ حدیث میں ہے ۔ «فلا صلوة الا المکتوبة» اور ایک روایت میں ہے «الا التی اقیمت» (منتقی باب النہی عن التطوع بعد الاقامة) یعنی اقامت کے بعد وہی نماز ہے جس کی اقامت ہوئی ہے ۔

جو لوگ اقامت کے بعد سنّتوں کے جواز پر بیہقی کی یہ روایت پیش کرتے ہیں «اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة الا رکعتی الصبح» یعنی اقامت کے بعد صرف وہی نماز فرض ہے جس کی اقامت ہوئی ہے مگر دو سنتیں فجر کی ۔

یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ یہ روایت قابل استدلال نہیں ۔ بیہقی خود اس کی بابت لکھتے ہیں ۔ «ہذہ الزیادة لا اصل لها» (یعنی یہ لفظ (مگر دو سنتیں فجر کی) بے اصل ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ۔ اور اس کی اسناد میں دو راوی حجاج بن نصر اور عباد بن کثیر ضعیف ہیں (نیل الاوطار)

علاوہ اس کے بعض روایتوں میں فجر کی سنّتوں کی ممانعت آئی ہے چنانچہ اس حدیث «فلا صلوة الّا المکتوبة» ۔ میں ابن عدی نے یہ الفاظ روایت کئے ہیں ۔ « قیل یا رسول اللہ ولا رکعتی الفجر قال ولا رکعتی الفجر اخرجه ابن عدی فی ترجمة یحیی بن نصر بن حاجب واسناده حسن عون الباری » شرح بخاری جلد2 صفحہ 315 ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ کیا اقامت کے بعد فجر کی سنّتیں بھی نہ پڑھے ۔ فرمایا فجر کی سنّتیں بھی نہ پڑھے اور اس کی اسناد اچھی ہے ۔

دیکھیئے اس روایت میں فجر کی سنّتوں کا نام لے کر منع کر دیا ہے اس سے واضح تردلیل کیا ہوگی ۔ پھر اس کی اسناد بھی اچھی ہے اور نیل الاوطار جلد2 صفحہ 331 میں بھی یہ (نام لے کر فجر کی سنّتیں منع کرنے کی روایت) ذکر کی ہے مگر حوالہ بیہقی کا دیا ہے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت دونوں کتابوں (ابن عدی اور بیہقی) میں ہے مگر نیل الاوطار میں بیہقی کی اسناد کے متعلق لکھا ہے ۔

«وفی اسناده مسلم بن خالد الزنجی وهو متکلم فیه وقد وثقه ابن حبان واحتج فی صحیحه»

یعنی اس کی اسناد میں مسلم بن خالد زنجی ہے ۔ اس میں کچھ کلام ہے لیکن ابن حبان نے اسکو ثقہ کہا ہے اور اپنی کتاب صحیح میں اس کی اسناد کو قابل استدلال سمجھا ہے بہر صورت یہ روایت روایت بیہقی والی مذکورہ بالا روایت (گر دو سنتیں فجر کی) سے راجح ہے ۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ اقامت کے بعد فجر کی سنّتیں پڑھنی منع ہیں ۔ اگر رہ جائیں تو فرضوں کے بعد پڑھے ۔

وباللہ التوفیق

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل